پلٹ آیئے قرآن کی طرف۔۔۔

تلاوتِ تراویح کے مفاہیم

تراویح نمبر ۳

پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی

دعا سینٹر
فیملی و کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام

السنہ فاؤنڈیشن

AL SUNNAH FOUNDATION
السنہ فاؤنڈیشن
آگہی کا سفر تکمیل کے جذبوں سے ہمکنار

تراویح نمبر ۳

سورۃ آل عمران - رکوع ۲ تا ۲۰

سورۃ النساء - پہلا رکوع

؎ کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظل سبحانی

فہرست تراویح نمبر ۳

- نجات اتباع نبوی پر موقوف ہے
- حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے حالات
- میثاق انبیاء کا ذکر
- نیکی کا مدار
- امت مسلمہ کا شرف اور فرض منصبی
- یہود کی سازشوں کا ذکر
- عظمت الٰہی کا بیان
- سورۃ النساء

تیسری تراویح

تیسری تراویح کی تلاوت سورۃ ال عمران کے دوسرے رکوع سے شروع ہوکراس سورہ مبارکہ کے اختتام تک ہے اوراس میں سورۃ النساء کا پہلا رکوع بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے کافروں پر واضح فرمایا کہ ان کا مال واولاد انھیں عذاب الٰہی سے نہیں بچاسکیں گے۔ وہ ایسے ہی تباہ وبرباد ہوجائیں گے جیسے فرعونیوں کو ان کی سرکشی کے سبب تباہ کیا گیا تھا۔ پھر کافروں پر واضح فرمادیا گیا کہ عنقریب وہ مغلوب ہوجائیں گے اور پھر انھیں جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔ اگر کافروں کو نصرت الٰہی کی سمجھ نہیں آرہی تو وہ غزوہ بدر میں ہی غور کرلیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی مدد فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی نصرت سے بلند کردیتا ہے۔ لوگ اس بات کو مت بھولیں کہ مال ودولت اور دیگر دنیوی محبتیں اگرچہ انسانی جبلت ہیں لیکن یہ سب کچھ فانی دنیا کا فانی ساز وسامان ہے، ان سے بہت بہتر وہ جنت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو دی جائے گی اور یہ انہی لوگوں کو ملے گی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور پچھلے پہر اُٹھ کر اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے اور جو لوگ اختلاف کررہے ہو وہ صرف ضد کی بنا پر کررہے ہیں اور اللہ بہت جلد ان کا حساب لینے والا ہے۔ اگر وہ ایمان لے آئیں تو کامیاب ہوجائیں گے ورنہ تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔ پھر آیات نمبر ۲۰ تا ۲۵ میں واضح فرمادیا گیا کہ جو لوگ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کرام کو ناحق شہید کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ انھیں دوزخ کی آگ صرف چند دن

چھوئے گی، وہ بہت بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن انھیں ان کے ظلم کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ دراصل یہود کی سرکشی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر یہود کے اس زعم کو توڑا گیا کہ نبوت ورسالت صرف ہمارا ہی حق ہے، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے، وہ جسے چاہتا ہے بادشاہی دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور عزت وذلت اسی کے دست قدرت میں ہے تو انسان پر لازم ہے کہ وہ ہر خیر پانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرے اور دنیوی مفادات کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ سے بغاوت نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ اسے رُسوا کر دے گا۔

پھر اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے دوستی نہ رکھیں۔ ہاں! اگر کوئی شدید مجبوری ہو تو ان سے کچھ تعلقات رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن وہ بھی مسلمانوں سے بے وفائی کی قیمت پر نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے اور وہ تمھیں قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

نجات اتباع نبوی پر موقوف ہے:

یہود کہتے تھے کہ ہمارا تعلق ایک اعلیٰ خاندان سے ہے ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم کسی اور کی غلامی کریں۔ تو آیات نمبر ۳۱ اور ۳۲ میں یہ واضح فرما دیا کہ نجات صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں منحصر ہے، جو بھی اس سے اعراض کرتا ہے وہ ایمان اور محبت الٰہی سے محروم ہے۔

حضرت مریمؓ وحضرت عیسیٰؑ کے حالات:

پھر آیات نمبر ۳۵ سے ۶۳ تک حضرت مریمؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے حالات پر روشنی ڈالی گئی تاکہ نصاریٰ کے عقائد باطلہ کی تردید ہو اور وفد نجران پر ان کی گمراہی آخری حد تک واضح کردی جائے۔ ان حالات کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مریمؓ کی والدہ نے نذر مانی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف کروں گی۔ کیونکہ اس وقت بچے ہی بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف ہوتے تھے، بچیاں نہیں۔ لیکن جب بیٹے کی جگہ بیٹی پیدا ہوئی اور انھوں نے حضرت مریمؓ کو جنم دیا تو تعجب سے کہنے لگی کہ یا اللہ! یہ تو بیٹی ہے یعنی اب میں کیا کروں؟ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں، تو ہی انھیں شیطان مردود کے شر سے بچانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؓ کو بیت المقدس کی خدمت کیلئے قبول فرمالیا اور ان کی کفالت حضرت زکریا کے حصہ میں آئی جو حضرت مریمؓ کے خالو تھے۔ حضرت مریمؓ اپنے حجرہ میں مشغول عبادت رہتیں۔ جب حضرت زکریاؑ وہاں جاتے تو وہاں بے موسمی پھل پاتے ہیں یعنی گرمیوں میں سردیوں کے پھل اور سردیوں میں گرمیوں کے پھل تو آپؑ نے حضرت مریمؓ سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آئے تو انھوں نے فرمایا یہ میرے رب نے مجھے عطا فرمائے ہیں اور وہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کی اولاد نہیں تھی، انھوں نے وہیں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بھی اولاد عطا فرما اور تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مقربین الٰہی کی مجلس میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

جب وہ اپنے حجرہ عبادت میں مشغول عبادت تھے تو فرشتوں کے ذریعے سے انھیں اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت دی۔ انھوں نے تعجب سے پوچھا میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو اولاد کیسے ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہوگی کہ تو تین دن لوگوں سے کلام نہیں کر سکے گا۔ مراد یہ ہے کہ آپ کی زبان ٹھیک ہوگی لیکن تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کر سکے گا لیکن لوگوں سے کلام نہیں کر سکے گا۔ بس اس نعمت کے شکرانے میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا۔

پھر ان واقعات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر دلیل بناتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ بھی مانتے ہیں کہ آپ اُمّی ہیں اور یہ واقعات آپکی ولادت سے بہت پہلے ہوئے ہیں۔ ان کا اس مبنی بر حقیقت انداز میں بیان کرنا اس چیز پر واضح دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ واقعات آپ کو وحی کے ذریعے بتائے گئے ہیں۔ آپ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے جب وہ حضرت مریمؓ کی کفالت کیلئے دریا میں قلم پھینک کے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور ان کے طریقے کے مطابق حق اسی کا ہوتا تھا جس کا قلم اُلٹی سمت بہتا تھا۔ اس طرح حضرت مریمؓ کی کفالت کا حق حضرت زکریاؑ کو مل گیا تھا۔ وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود یہ چیزیں بتا دینا آپ کی رسالت پر واضح دلیل ہے اور ان واقعات کے وقت بھی آپ وہاں موجود نہیں تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؓ کو بشارت دی کہ تمھیں ایک کلمہ کی بشارت ہو جن کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز ہوگا، لوگوں سے پنگھوڑے میں بھی

کلام کرے گا اور بڑھاپے میں بھی۔ بڑھاپے کا ذکر اس لیے کیا کہ انھیں جوانی میں آسمانوں پر اُٹھا لیا گیا تھا، مراد یہ ہے کہ وہ واپس آئیں گے اور بڑھاپے کی عمر کو بھی پہنچیں گے اور بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوگا اور ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک ماریں گے تو وہ اُڑ جائے گا اور وہ حکم الٰہی سے مادر زاد اندھے اور کوڑھ کے مریضوں کو شفاء دیں گے اور لوگوں کو یہ بھی بتائیں گے کہ وہ کیا کھا کے آئے ہیں اور اپنے گھروں میں کیا چیز چھوڑ کے آئے ہیں۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے یہود کی طرف سے خطرہ محسوس کیا تو انھوں نے کہا کہ راہِ خدا میں کون میرا مددگار ہے؟ تو حواریوں نے کہا ہم ہیں تو یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی چڑھانے کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمانوں پر اُٹھا کر ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو پہلے ہی بشارت دی تھی کہ تم اپنی طبعی موت سے انتقال کرو گے۔ اب میں تمھیں آسمانوں پر اُٹھا لوں گا اور ان کے شر سے محفوظ رکھوں گا اور قیامت کے دن انھیں اپنے جرائم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

پھر آیت نمبر ۵۹ میں نصاریٰ کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کے ابن اللہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ان کی مثال حضرت آدمؑ جیسی ہے جو محض قدرت الٰہی سے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ پھر انھیں مباہلہ کی دعوت دی کہ اگر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو انھیں فرماؤ کہ آؤ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ نکلو اور ہم بھی نکلتے ہیں اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کی تباہی کیلئے دعا کرتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات حسنین کریمین، سیدہ فاطمہؓ

اور حضرت علیؓ کے ساتھ نکلے تو ان کا بڑا سردار ان نورانی ہستیوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں ایسی نورانی صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ٹل جانے کا حکم دیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے گا۔ اس لیے اے نصاریٰ! تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ انھوں نے مباہلہ نہیں کیا اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔ پھر اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی کہ آؤ عقیدہ توحید پر اتفاق کر لیں اور حضرت ابراہیمؑ یہودی یا عیسائی نہیں تھے، بلکہ مسلم تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنے والے تھے۔ پھر یہود کی ایک سازش کا ذکر کیا کہ ان کے ایک گروہ نے طے کیا کہ ہم صبح کو ایمان لائیں گے اور شام کو اسلام چھوڑ دیں گے تاکہ دوسرے لوگ بھی اسلام سے متنفر ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو پہلے ہی بے نقاب کر دیا تاکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر دلیل بھی بن جائے اور مسلمان ان کے شر سے محفوظ بھی ہو جائیں۔ پھر ان کی گمراہی کا سبب واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کا مال ہڑپ کرنا جائز ہے، اس بات سے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں۔ پھر آیات نمبر ۷۹ اور ۸۰ میں ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے انبیاء کو مقام الوہیت پر فائز کر کے ان کے مشن سے غداری کی ہے۔ انبیاء اپنی عبادت کروانے کیلئے نہیں آئے تھے بلکہ لوگوں کا ان کے رب سے ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنے کیلئے آتے ہیں اور یہی تمام انبیاء کرام کا طریقہ ہے۔

میثاق انبیاء کا ذکر:

پھر آیات نمبر ۸۱ اور ۸۲ میں اس عہد کا ذکر کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے لیا تھا کہ اگر بالفرض کسی کی دنیا میں موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپکے دین کی مدد کرے۔ پھر آیت نمبر ۸۵ میں واضح فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ صرف اسلام کو قبول کر کے اسے راضی کرنے کی کوشش کرنا ہے جو بھی بندہ اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے گا وہ ناکام ونامراد ہوگا اور عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔ پھر واضح فرما دیا کہ یہود ونصاریٰ اپنے آپ کو نجات یافتہ نہ سمجھیں کیونکہ اسلام کا انکار کر کے انھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے اور ایسے لوگ نجات یافتہ نہیں ہوتے بلکہ ان کی گمراہی ہر لمحہ بڑھتی ہی جاتی ہے اور جو لوگ حالت کفر میں ہی مر جائیں وہ قیامت کے دن اگر پوری زمین کے برابر سونا دے کر بھی عذاب سے بچنا چاہیں گے تو ایسا نہیں ہو سکے گا تو انھیں چاہیے کہ اب ہی ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں تاکہ قیامت کے دن رحمت الٰہی کے امیدوار ٹھہریں۔

نیکی کا مدار:

پھر یہ واضح فرمایا کہ نیکی اپنی محبوب چیز کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے ملتی ہے، وہ مال ودولت ہو عزت ہو، یا کوئی اور چیز ہو۔ پھر آیت نمبر ۹۴ تا ۹۷ میں یہ واضح فرما دیا کہ حضرت ابراہیمؑ دین توحید کے داعی تھے اور شرک سے بیزار تھے اور اس دنیا

میں لوگوں کے لیے جو سب سے پہلا گھر بنایا گیا وہ مکہ مکرمہ میں ہے، وہ بہت ہی بابرکت ہے اور تمام جہانوں کیلئے منبع ہدایت ہے اور جو بھی انسان حج بیت اللہ کی استطاعت رکھے اس پر لازم ہے کہ وہ اس گھر کا حج کرے اور جو کفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے اور وہ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ پھر اہلِ کتاب کے کفر اور سرکشی کی مذمت کرتے ہوئے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ وہ ایسا تقویٰ اختیار کریں جیسا کہ اختیار کرنے کا حق ہے اور وہ یہود کی طرح سرکشی کا راستہ اختیار نہ کریں، بلکہ ان کا سر اللہ کے حضور اس طرح جھکا رہے کہ جب بھی ان کی موت آئے ان کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا ہوا ہو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور فرقہ بندی سے بچو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم انا پرستی کے خول سے نکل کر خدا پرستی کی نعمت عظمیٰ پا سکو اور تم نے صرف خود ہی نہیں سنورنا بلکہ تم نے دوسروں کو بھی سنوارنا ہے اور تم میں ایک ایسا گروہ موجود ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور انھیں شر سے روکے اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے تھے، وہی لوگ بہت بڑے عذاب کے مستحق ہوں گے، اس دن کافروں کے چہرے سیاہ اور اہلِ ایمان کے چہرے منور و تاباں ہوں گے اور وہ سدا اللہ کی رحمتوں میں رہیں گے۔

اُمت مسلمہ کا شرف اور فرض منصبی:

پھر آیت نمبر ۱۱۰ میں ملت اسلامیہ کے شرف اور ان کی ذمہ داری کو واضح فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم دنیا کی تمام امتوں سے بہتر امت ہو، اس کا سبب یہ ہے کہ تم

لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور انھیں برائی سے منع کرتے ہو، اس فریضہ کی ادائیگی میں کوئی تمھاری راہ میں حائل نہیں ہوسکتا۔ ایمان کا راستہ اپنانے میں ہی انسانی شرف کا راز مضمر ہے۔ اسی کو چھوڑ کر یہود ذلیل و رسوا ہوئے، اب وہ دنیا میں عزت سے نہیں رہ سکتے مگر یہ کہ وہ حق کو قبول کرلیں یا کسی بڑی طاقت کے آلہ کار بن جائیں۔ اہلِ کتاب میں سے بھی کچھ نیک طبیعت کے حامل ہیں، وہی لوگ دولت ایمان سے مشرف ہوں گے اور کافروں کے مال و اولاد ان کے کسی کام نہیں آئیں گے اور ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ کافروں سے دوستی نہ کریں کبھی کبھی ان کی زبانوں سے بغض کا یہ عالم ہے کہ اگر تمھیں کوئی نعمت ملے تو انھیں بڑا دکھ ہوتا ہے اور اگر تمھیں کوئی دکھ پہنچے تو وہ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ پھر آیت نمبر ۱۱۸ میں یہ واضح فرما دیا گیا کہ اگر تم صبر کا دامن تھامے رہو اور تقویٰ اختیار کیے رہو تو یہ دین کے دشمن تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پھر اس کی وضاحت میں غزوہ بدر اور غزوہ احد کے واقعات کو بیان کیا گیا کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں نے کمال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشاء کے مطابق میدانِ جہاد میں ڈٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے اُتار کے ان کی مدد فرمائی اور مشرکین کی جڑ کاٹ دی۔ چونکہ نصرت الٰہی اہلِ ایمان کے شامل حال ہوتی ہے اس لیے اسی مقام پر آیات نمبر ۱۳۰ سے لے کر ۱۳۶ تک اہلِ ایمان کو اخلاق عالیہ اپنانے کی تلقین فرمائی کہ وہ سود نہ کھائیں، اچھے اور بُرے حالات میں راہِ خدا میں خرچ کرتے رہا کریں، غصے کو پی جایا کریں اور لوگوں کو معاف کردیا کریں۔ ایسے ہی لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور اہلِ ایمان کی خوبی یہ ہے کہ اگر کبھی ان سے

کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اس پر ڈٹ نہیں جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اور ہر ممکن اس غلطی کے ازالہ کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کی مغفرت فرمائے گا اور انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی۔ پھر یہ واضح فرمایا کہ غزوہ احد کی وقتی ہزیمت اس لیے نہیں تھی کہ کافر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو گئے تھے بلکہ یہ اہلِ ایمان کی آزمائش تھی اور کفر کو ملیامیٹ کرنے کا راستہ تھا۔ پھر تفصیل سے غزوہ احد کے حالات پر روشنی ڈالی اور یہ بھی واضح فرمایا کہ اس غزوہ میں اہلِ ایمان کو جو نقصان اٹھانا پڑا اس کا سبب درہ پر متعین لوگوں کا اس جگہ سے ہٹ جانا ہے جہاں انھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعین فرمایا تھا۔ اگر چہ ان کا وہاں سے ہٹنا ایک اجتہادی غلطی کی بنیاد پر تھا کہ اب تو جنگ ختم ہو گئی، اب ہم بھی دشمنوں کا تعاقب کیوں نہ کریں لیکن اس اجتہادی غلطی کی بنیاد پر بھی انھیں شدید نقصان اٹھانا پڑا، تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ دانستہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کس طرح اہلِ ایمان کیلئے ایک سم قاتل ثابت ہو گی لیکن چونکہ ان صحابہ کرام کا یہ عمل ایک اجتہادی خطا پر مبنی تھا اس لیے آیت نمبر ۱۵۵ میں اعلان فرمایا گیا، 'ولقد عفا اللّٰہ عنھم' اور یقیناً انھیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ چونکہ اس غزوہ میں بہت سے مسلمان شہید بھی ہو گئے تھے اس لیے آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱ میں واضح فرمایا گیا کہ جو راہِ خدا میں شہید ہو جائیں انھیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ انھیں اللہ کے حضور رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کا فضل اور نعمتیں پا کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اسی مقام پر منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا اور واضح

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور کافروں کو اسی طرح اکٹھا نہیں رہنے دے گا بلکہ منافقین کو بے نقاب کر کے انھیں ذلیل و رسوا کر دیا جائے گا۔

یہود کی سازشوں کا ذکر:

پھر یہود کی اس سازش کو بے نقاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صدقات کی ترغیب دینے کو وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ ان کا یہ جرم بھی لکھ لیا جائے گا اور ان کا انبیاء کرام کو شہید کرنا بھی اور انھیں آگ کا عذاب دیا جائے گا اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم سے تو اللہ تعالیٰ نے عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی نہ دے جسے آگ جلا دے تو فرمایا یہ بات بے اصل ہے اگر تمہارے نزدیک ایسی شرائط پر ہی ایمان لایا جا سکتا ہے تو پھر تم نے اپنے انبیاء کو کیوں قتل کر دیا تھا؟ مراد یہ ہے کہ تم حق پرست نہیں خواہش پرست ہو، آج بھی تم خواہش پرستی کے سبب ہی حق کا انکار کر رہے ہو۔ پھر یہود کی اس سوچ کو بھی نمایاں کیا گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کام پر بھی ان کی مدح کی جائے جو انھوں نے کیا ہی نہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

عظمت الٰہی کا بیان:

چونکہ یہود مفادات کے حصول کیلئے حق کا انکار کر رہے تھے اس پر عظمت باری تعالیٰ کو بیان فرمایا کہ تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں۔ اس لیے

اس کی طرف رجوع کرو، اپنے مفادات کے لیے اس سے بغاوت نہ کرو ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور زمین و آسمان کی تخلیق عظمت الٰہی کے گُن گا رہی ہے۔ جو بندے کائنات میں تفکر کر کے معرفت الٰہی حاصل کر لیتے ہیں وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے دامن مراد اللہ تعالیٰ کے حضور پھیلا دیتے ہیں۔ وجدانی کیفیات میں اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے ہیں اور قیامت کی ذلتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور وہ کسی مرد اور عورت کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ تو جن لوگوں نے اس کی رضا کیلئے اپنا گھر بار چھوڑا اور راہِ خدا میں جہاد کیا ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے اور اہلِ کتاب میں سے بھی جو لوگ ایمان لے آئیں، اللہ کے حضور عاجزی کی راہ اختیار کریں اور آیات الٰہی کو بیچتے نہ رہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب کے پاس محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ پھر اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ وہ صبر و استقامت کا راستہ اختیار کریں اور دشمن کے مقابلے میں بھی ڈٹ جائیں اور حق کے دفاع کیلئے پہرہ دیتے رہیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچتے رہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو انھیں فلاح و کامرانی سے ہمکنار کریں گی۔ اس کے ساتھ سورۃ آل عمران اختتام پذیر ہوئی، جزی اللّٰہ عنا سید نا محمدا صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم ما هو اهله۔

سورۃ النساء:

سورۃ النساء ایک مدنی سورت ہے۔ اس کا زمانہ نزول تین ہجری سے لے کر پانچ ہجری تک کا عرصہ ہے۔ اس سورہ مبارکہ کا مرکزی مضمون اصلاح معاشرہ ہے۔ اس کی پہلی چالیس آیات میں معاشرتی اصلاح کے لیے مختلف قوانین بیان کیے گئے ہیں اور پھر اس معاشرہ کے استحکام کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کا تدارک کیا گیا ہے۔ اسی تناظر میں یہود، نصاریٰ اور مشرکین کی سازشوں کا تذکرہ ہے تاکہ ان کی ریشہ دوانیوں سے بچ کر اسلامی معاشرہ اپنی اصل روح کے مطابق قائم کیا جاسکے۔ چونکہ اس سورہ مبارکہ میں عورتوں کے جس قدر حقوق بیان کیے گئے ہیں وہ اس سورت کا اختصاص ہے اس لیے اس سورہ مبارکہ کا نام ہی سورۃ النساء رکھ دیا گیا یعنی وہ سورت جس میں عورتوں کے حقوق کا تذکرہ ہے۔

سورہ مبارکہ کا آغاز تقویٰ اور اس کے محرکات کے بیان سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اے لوگو! اس رب کی نافرمانی سے بچتے رہو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس ایک جان سے اس کا جوڑ پیدا کیا پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا فرمادیں اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے کوئی سوال کرتے ہو اور اللہ تمھارے اعمال سے خوب آگاہ ہے۔ تو جس رب کی یہ شان اور عظمت ہے تمھیں ہر حال میں اس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ چونکہ تقویٰ حقیقت میں وہی ہے جس کے مظاہر انسانی زندگی میں نظر آئیں تو واضح فرمادیا کہ اس تقویٰ کا نور تمھاری معاشرتی زندگی میں بھی نظر آنا چاہیے اور اس کا پہلا مظہر یتیموں سے حسن

سلوک ہونا چاہیے۔ چونکہ غزوہ احد میں بہت سے لوگ شہید ہو گئے تھے، ان کے یتیم بچے دوسروں کی زیرِ کفالت تھے اور ویسے بھی عربوں میں ایک جنگی ماحول کے سبب بہت سے یتیم بچے دوسرے لوگوں کی زیرِ کفالت تھے اور اکثر لوگ ان کا استحصال کرتے تھے اس لیے خصوصیت سے یتیموں کے حقوق بیان فرمائے۔ تو فرمایا کہ یتیموں کو ان کے مال امانتداری سے واپس کر دو، ان کے عمدہ مال کو ردی مال سے تبدیل نہ کرو، نہ ہی ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں خلط ملط کر کے کھاؤ اور اگر تمھیں یہ خدشہ ہو کہ تم یتیموں سے متعلقہ عورتوں سے نکاح کیے بغیر ان سے انصاف نہیں کر سکو گے تو تم چار عورتوں تک نکاح کر سکتے ہو اور اگر تمھیں یہ خدشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر صرف ایک عورت سے ہی نکاح کرو۔ واضح رہے کہ انصاف سے مراد قلبی رجحان نہیں بلکہ معاشرتی انصاف ہے۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو لیکن اگر وہ تمھیں خود معاف کر دیں تو پھر تم انھیں بلا روک ٹوک استعمال کر سکتے ہو اور مال کو اللہ تعالیٰ نے زندگی کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس لیے ایسے یتیم بچوں کو ان کے مال نہ دو جو مال میں تصرف کا شعور نہیں رکھتے تاکہ وہ اپنے مال کو ضائع نہ کر دیں۔ ہاں، یتیموں کے باشعور ہونے کے بعد ان کے مال ان کے حوالے کرو تو اس پر گواہ بنا لیا کرو۔ تاکہ تم گناہ کی تہمت سے بھی محفوظ رہو اور یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ خوب حساب لینے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر تم نے اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے یتیموں کے حق میں کوئی زیادتی کی تو ایک دن تمھیں اللہ کو اس کا حساب دینا ہوگا۔ پھر آیت نمبر ۷ میں یہ واضح فرما دیا کہ جس طرح مرد کا اس میراث میں حصہ ہے جو مرد

کے والدین یا اس کے قرابت داروں نے چھوڑا ہے ایسے ہی عورت کا بھی اس میراث میں حصہ ہے جو عورتوں کے والدین اور اس کے عزیز و اقارب نے چھوڑا ہے۔ وہ حصہ تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، تم اس میں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ میراث میں عورتوں کو بھی ان کا حصہ دینا یہ عورت پر اسلام کا عظیم احسان ہے۔ ورنہ اس وقت دنیا کی کسی تہذیب میں عورت کو میراث سے حصہ نہیں ملتا تھا۔ پھر ایک اخلاقی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر میراث تقسیم کرتے وقت یتیم، مسکین اور وہ قرابت دار بھی آجائیں جن کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہو تو انھیں بھی اس میراث میں سے دے دیا کرو کیونکہ اس میراث میں تمھاری کسی محنت کا دخل نہیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو جیسے اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل کیا ہے تم بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فضل کرو پھر فرمایا کہ سوچو! اگر تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو وہ اپنے بچوں کے متعلق لوگوں سے کس رویے کی توقع رکھے گا؟ جو سلوک تم اپنے بچوں سے چاہتے ہو وہی تمھیں دوسروں کے یتیم بچوں سے بھی کرنا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب آگ میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہوگی پھر آپ نے یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی یعنی یتیم کا مال کھانے والا قیامت کے دن اس حال میں اٹھے کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں۔

دوسری تراویح میں تلاوت کی گئی آیات طیبات کا مفہوم مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو

اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین، بحرمۃ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

☆……☆……☆

دعوت الی الخیر میں ہمارے رفقا

- سید کاظم حسین شاہ (لیک سٹی)
- محمد حنیف سندھو (خیابان امین)
- حافظ محمد اختر صاحب (UK)
- حاجی عبدالجبار (سمن آباد)
- چوہدری محمد سرور (ریورویو)
- ملک محمد سرور (سبزہ زار)
- محمد ندیم (میسرز فاسٹ آٹومیشن)
- شاہد حمید (حسن ٹاؤن)
- حاجی منظور احمد (سمن آباد)
- حاجی لیاقت علی (بورے والا)
- عبدالرزاق کیفی (لالہ زار)
- حاجی محمد شہزاد جراح (ڈھولنوال)
- فہد نبی (لالہ زار)
- عبدالباسط (لالہ زار)
- محمد اشفاق گوندل (نواب ٹاؤن)
- محمد فاروق قادری (گرین ٹاؤن)
- حافظ محمد عرفان نورانی (سمن آباد)
- حافظ محمد عاصم قادری (لالہ زار)
- ملک ارشد اعوان (جوبلی ٹاؤن)
- محمد محسن (سمن آباد)
- غلام رسول (ایڈووکیٹ)
- یسن چوہدری (چکوال)
- محمد آصف اعوان (لالہ زار)
- حافظ محمد عمر شہزاد (لالہ زار)
- چوہدری محمد اعجاز (۷ نیوز)
- محمد نعیم (میسرز سینٹ اینڈ سیلرز)

السنہ فاؤنڈیشن
9-چمن زار سٹریٹ، لالہ زار فیز II، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ پاکستان
0304-4090473